AFKĀR *Journal of Islamic & Religious Studies*
Volume 5, Issue 1, June 2021, PP: 163-172
E-ISSN 2616-8588; P-ISSN 2616-9223
www.afkar.com.pk; hjrs.hec.gov.pk

Scan for download

ازدواج وانفساخِ نکاح اسلامی تعلیمات کی روشنی میں ایک تجزیاتی مطالعہ

An Analytical Study of Marriage and Recocation in the Light of Islamic Teachings

Hafiz Muhammad Siddique[1*], Sultan Mahmood Khan[2]
[1]Associate Lecturer, [2]Assistant Professor
Department of Quran Studies, The Islamia University of Bahawalpur, Pakistan

ARTICLE INFO

Article History:
Received 01 Aug. 2020
Revised 05 Sep. 2020
Accepted 01 Dec. 2020
Online 30 Dec. 2020

DOI:

***Keywords**:*
Kinship,
Marriage,
Merital
Relation,
Injustice,
Cruelty,
Divorce,
Khul'a,
Revocate.

ABSTRACT

The Almighty Allah created the universe to express His existence and greatness. He connected human beings in the bonds of kinship for comfort in their lives. Marriage, the institution of family life, is an important part of the Islamic social system that unites couples in a lawful marital relationship. Before Islam in Arab it was free from any rules and regulations; neither at the start nor at the end, with no concept of honor and dignity for women. In Islamic perspective, marriage is not just the fulfillment of human desires and the satisfaction of natural emotions, but rather marriage is a human instinct just as many other necessities related to the human soul and body. Men and women, in personal life are somewhat independent and socially bound by marriage as well. If the balance of private and social life is maintained, then the atmosphere of home and society presents a view of heaven and if the balance is disturbed, it becomes a part of hell, and some such situations lead to the revocation of this relation. Revocation of marriage is not liked in Islam, but if the situation get worse among husband and wife and it reaches to the level of cruelty, then it is permitted to revocate the merriage to end the injustice.

*Corresponding author's email:hm.siddique@iub.edu.pk

CC BY

تعارف: نکاح ایک بنیادی انسانی ضرورت

اسلامی تعلیمات میں بطور انسانی فطری ضرورت کے نکاح پر بھر پور زور دیا گیا ہے۔ اسلام نے نکاح کے تعلق سے جو فکرِ اعتدال اور نظریۂ توازن پیش کیا ہے وہ جامع ہونے کے ساتھ ساتھ بے مثال بھی ہے۔ اسلام کی نظر میں نکاح محض انسانی خواہشات کی تکمیل اور فطری جذبات کی تسکین کا نام نہیں ہے۔ نکاح بھی عین اسی طرح ایک انسانی فطری لازمہ ہے، جس طرح کئی دیگر حوائج وضروریات انسانی روح و جسم سے وابستہ ہیں۔ اس لیے اسلام میں انسان کو اپنی اس فطری ضرورت کو جائز اور مہذب طریقے کے ساتھ پورا کرنے کی اجازت ہے اور اسلام نے نکاح کو انسانی بقاو تحفظ کے لیے ضروری بتایا ہے اسلام نے تو نکاح کو احساسِ بندگی اور شعورِ زندگی کے لیے عبادت سے تعبیر فرماتے ہوئے حضور ﷺ نے اسے اپنی سنت قرار دیا ہے۔[1] اسی طرح نکاح کو نصف ایمان کی تکمیل کا درجہ دیا گیا ہے، جبکہ باقی نصف ایمان للّٰہیت، اور دیگر امور کا تدین ہے۔[2] نیز قرآن کے مطابق نکاح انبیاء کی سنت ہے، اور وہ صاحب خاندان بھی رہے۔[3] جیسا کہ حضور ﷺ نے شرم وحیا کا خیال، عطر کا استعمال، مسواک کا اہتمام، اور نکاح کا التزام، مرسلین کی سنت بتایا ہے۔[4]

اسلام میں رشتہ ازدواج کا مقام

مردوزن کے ازدواجی رشتہ میں توازن قائم رکھنے کی اسلام نے بڑی تاکید فرمائی ہے۔ جہاں مرد کو عورت پر حاکم ونگران مقرر کرتے ہوئے اللہ پاک نے مردوں کو عورتوں پر حاکم و نگران تقرر فرمایا۔[5]۔ وہیں مرد کو بھی ایزدی تاکید ملی کہ ان (اپنی منکوحہ خواتین) کے ساتھ حسنِ معاشرت کا برتاؤ بجالاؤ۔[6] اور زمانہ جاہلیت کے برعکس خاوند کے حقوق کے ساتھ ساتھ بیوی کے بھی حقوق متعین فرمائے ہیں۔[7] جیسا کہ اسلام نے مسلمان بیوی کو حکم دیا ہے کہ وہ اپنے خاوند کی اطاعت کرے۔[8] اس کی اطلاع واجازت کے بغیر گھر سے نہ نکلے۔[9] نہ ہی اس کی اطلاع واجازت کے بنا گھر میں کسی کو آنے دے۔[10] خاوند کے لیے اپنا بناؤ سنگھار کرے۔[11] خاوند کی جنسی ضرورت پوری کرے۔[12] خندہ پیشانی سے پیش آئے۔[13] خاوند کی اولاد، مال اور عزت کی محافظ بن کر رہے۔[14]

اسی طرح اسلام بیوی کے حقوق کے حوالے سے مسلمان خاوند کو حکم دیتا ہے کہ وہ اپنی بیوی کا حق مہر ادا کرے۔[15] خود کو بیوی کے لیے سنوارے۔[16] اپنی حیثیت کے مطابق رہائش کا بندوبست کرے۔[17] اپنی مالی سکت کے بقدر بیوی کے کھانے، پینے، پہننے، اوڑھنے، وغیرہ بنیادی ضروریات کا بندوبست کرے۔[18] دینی معاملات سیکھنے اور ان کے مطابق عمل کرنے میں اس کی معاونت کرے۔[19] کردار وگفتار میں حسن ونرمی کی خو ڈالے۔[20] اس کی عزت وعفت کا محافظ بنے۔[21] جنسی ضرورت کا خیال رکھنے کے ساتھ ساتھ پرائیویسی ورازداری کے معاملات کا مکمل رازدار رہے۔[22] ان تمام تر حقوق وفرائض کے نظام کا مقصد ازدواجی زندگی کو خوشگوار بنانا اور اس رشتے میں رخنہ پڑنے کے امکانات کا سدباب کرنا ہے، تاکہ طلاق، خلع یا فسخ کے ذریعے رشتہ ازدواجیت کو ٹوٹنے سے بچایا جاسکے۔ علاوہ ازیں رشتہ ازدواج کی حسبِ انفرادیت اس کی دیکھ بھال کی اہمیت بڑھادیتی ہے:

- اولین انسانوں میں سے آدم (علیہ السلام) اور حوا (علیہا السلام) کے درمیان زوجیت کا رشتہ نمودار ہوا۔
- اسلام کے عطاء کردہ معاشرتی نظام میں والدین کے بعد میاں بیوی کا تعلق قریبی ترین تعلق قرار پاتا ہے۔
- ازدواجیت کی بنیاد پر باہم محبت والفت کا رشتہ صرف زوجین میں ہی قائم ہوتا ہے۔
- میاں بیوی کا رشتہ باہم بھروسے اور رازداری کا رشتہ ہے۔[23]
- اللہ تعالیٰ نے قرآن میں اس رشتے کی تخلیق، اور اس سے انسانوں عطا کردہ مودت، محبت اور رحمت کو قدرت کی نشانیوں میں شمار کیا ہے۔[24]

زوجین میں مصالحت کی تعلیمات

عام مشاہدہ ہے کہ جانے اَن جانے میں زوجین باہمی احترام سے تغافل ہی اس معاشرتی رشتے کو نزاع کی طرف لے جاتا ہے۔ بہتر یہی ہے کہ ناراضگی کی معمولی وجوہات سے بھی صرف نظر نہ کیا جائے۔ رنجش کے ادراک پر فوراً خود سے ہی اختلافات نمٹانے کی کوشش کر لینی چاہیے۔ بایں وجہ کہ بسا

او قات تیسرا شریک؛ مثلاً والدین، بھائی، دوست اور دیگر رشتہ دار خود انتہائی جذبات کی وجہ سے یا ذاتیات کی وجہ سے ایسے معاملات کو افہام و تفہیم سے کوسوں دور پہنچا دیتا ہے۔ اسی خدشے کے پیشِ نظر نبی ﷺ نے قرار دیا کہ: جس نے کسی عورت کو اپنے خاوند کے خلاف کیا یا کسی غلام کو اپنے مالک کے خلاف کیا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔[25] اسلام میں طلاق ایک ناپسندیدہ عمل ہے۔[26] حتی الامکان باہمی افہام و تفہیم سے انقطاع ازدواج کو ٹالا جائے۔ اگر زوجین کے باہمی گفت و شنید سے معاملہ حل نہ ہو سکے، تو دونوں کے خاندانوں میں سے غیر جانبدار ایک ایک منصف مقرر کر کے معاملے کو افہام و تفہیم کے قریب لانے کی کوشش کرنی چاہیے۔[27] اس لیے مصالحت کی کوشش کرنے والوں کی نیتوں کا اخلاص نہایت اہمیت کا حامل ہے، اسی اخلاص سے ہی اللہ پاک ان میں موافقت پیدا کر دیتے ہیں۔[28] اگر مناسب سمجھیں تو علاقائی مصالحتی کونسل سے بھی رجوع کریں کہ وہ اپنے تجربات کی روشنی بہتر حل کی طرف راہنمائی کر سکیں گے۔ تمام تر کوششوں کے باوجود مصالحت کی کوئی صورت پیدا نہ ہو سکے تو شرعی طور پر مرد کو اجازت ہے کہ اپنی منکوحہ کے طہر (پاکیزگی کے دنوں) میں ایک طلاق دے۔ پھر اگلے طہر میں ایک طلاق دے۔ اگر اس دوران میاں بیوی کو لگے کہ انہیں یہ رشتہ باقی رکھنا چاہیے تو رجوع کر لیں، ورنہ تیسرے طہر میں تیسری طلاق دے کر اس رشتہ کو ہمیشہ کے لیے ختم کیا جا سکتا ہے۔[29] اگر شوہر نہ تو طلاق پر اور نہ خلع پر آمادہ ہو تو بتوسط عدالت تنسیخ کا مقدمہ کیا جائیگا۔

تنسیخ نکاح: حدود و دائرہ کار

تنسیخ مادہ نسخ سے باب تفعیل کا صیغہ ہے۔ نسخ اور منسوخ اردو زبان میں استعمال ہونے والے الفاظ ہیں، جن سے مراد مٹانا اور کسی طے شدہ معاہدے کو تکمیل سے پہلے ختم کر دینا لیا جاتا ہے۔ چونکہ نکاح بھی میں زوجین کے درمیان ایک معاہدہ کے طور پر وجود میں آتا ہے، تو اگر جدائی کا مطالبہ مرد کی طرف سے آئے تو طلاق کہلائے گی اور عورت کی طرف سے آئے تو فسخ نکاح کہلائے گا اور عدالت کا توسط آئے اور تفریق کا فیصلہ عدالت کا ہو تو تنسیخ نکاح کہلاتی ہے۔ جیسا فتاویٰ ہندیہ میں یہ ضابطہ منقول ہوا ہے: ان كل فرقة جاء ت من قبل المراة لا بسبب الزوج فهي فسخ كخيار العتق والبلوغ، وكل فرقة جاء ت من قبل الزوج فهي طلاق كالإيلاء والجب والعنة، كذا في النهر الفائق۔[30] اب اگر زوج طلاق تو نہ دے البتہ خلع پر راضی ہو تو انہیں خلع کر لینی چاہیے۔ خلع کی دو قسمیں ہیں؛ خلع بلا بدل: اس صورت میں خلع در حقیقت طلاق ہی ہوتی ہے بس لفظ خلع کا استعمال کیا جاتا ہے، اور عورت کو اس خلع کے بدلے میں کوئی بدل یا عوض خاوند کو دینے کی ضرورت نہیں ہوتی۔[31] جبکہ دوسری صورت خلع بالبدل ہے۔ خلع کی یہ صورت پہلی صورت کے برعکس ہے اور اس میں عورت کو طلاق کا بدل و عوض بھی دینا پڑتا ہے، اگر مہر پہلے سے وصول نہ کیا ہو تو اس خلع کی صورت میں وہ بھی خاوند کے ذمے سے ساقط و معاف ہو جائے گا، اگر کچھ عرصہ کا نان نفقہ خاوند کے ذمے ہو تو اس کا بھی اب خاوند سے مطالبہ نہیں کر سکتی۔ اگر مہر پہلے سے لے چکی ہے تو اس صورت میں مہر واپس بھی کرنا پڑے گا۔[32] اگر ایسی صورت ہو کہ عورت کو اس کے حقوق سے محروم کیا جائے۔ شوہر ظلم کرے، نہ بیوی بنا کر رکھے اور نہ طلاق دے، اور نہ ہی خلع پر راضی ہو تو پھر کوئی طریقہ تو ہو جو اس کو ظلم کی چکی میں پسنے سے بچائے۔ پس اس صورت میں حکومت اور اس کی قائم کردہ عدلیہ کا فرض ہے کہ اس عورت کو انصاف دلائے۔ مظلوم عورت عدالت کا دروازہ کھٹکھٹاتی ہے۔ عدالت کا فرض ہے کہ پوری تحقیق کے بعد اگر یہ ظلم ثابت ہو جائے لیکن خاوند پھر بھی عدل و انصاف کا راستہ نہ اپنائے اور عورت کو طلاق بھی نہ دے تو قاضی یعنی عدالت فوراً یا طلاق دلوائے یا تنسیخ نکاح کر دے تاکہ ظلم کا خاتمہ ہو۔ یہ اسلام ہے اور یہی عدل و انصاف بھی ہے۔

فسخ کے اسباب اور تنسیخ کی غیر شرعی صورتیں

عدالت کے توسط سے فسخ نکاح کا مطالبہ کے اسباب اور ان کی قدرے وضاحت:

- مرد قوت مردانگی سے محروم ہے۔

- زوج مجنون ہے۔
- نان نفقہ وسکنیٰ نہیں دیتا۔
- ظلم وزیادتی کرتا ہے۔
- چار سال سے مفقود الخبر ہے۔

ان صورتوں میں عورت کو اسلام یہ حق دیتا ہے کہ وہ بذریعہ عدالت تنسیخ نکاح کروالے۔ عدالت تحقیق وثبوت کے بعد تنسیخ کر سکتی ہے۔ تنسیخ کے چار ماہ دس دن بعد شریعت کی رو سے وہ عورت جہاں چاہے مرضی سے نکاح کر سکتی ہے۔ یہ تو وہ صورت ہے جہاں تنسیخ ضروری ہوگی۔ البتہ حسب ذیل صورتوں میں تنسیخ نہ صرف غلط اور غیر شرعی ہے، بلکہ غیر منطقی اور غیر قانونی بھی:

- محض نکاح کے وقت لکھے گئے حق مہر اور دیگر واجبات کی وصولی کے لیے بلا کسی ٹھوس وجہ کے من گھڑت دعویٰ کی بنیاد پر حاصل کیا جانے والا تنسیخ کا فیصلہ۔
- وجوہاتِ فسخ نکاح میں سے کسی کا پایا جانا مگر مرد کی طرف سے خلع پر راضی ہو جانے کی صورت میں مہر اور دیگر منافع سے دستبردار ہونے سے بچنے کے لیے بتوسط عدالت لیا جانے والا تنسیخ کا فیصلہ۔
- عدالت کی طرف سے مرد کا موقف سنے بغیر کیا جانے والا تنسیخ کا فیصلہ۔
- عورت کی طرف سے عدالتی کاروائی میں اس کی مرضی سے یا مرضی کے بغیر اثر انداز ہو کر ملنے والا تنسیخ کا فیصلہ۔

قرآن وسنت کی رو سے کوئی انسان دوسری کسی بھی مخلوق کو ایذاء دینے کا مجاز نہیں۔ عورت کو بیوی بنا کر نہ رکھنا اور طلاق دے کر بھی نہ چھوڑنا ظلم ہے، جس کی اسلام میں قطعاً گنجائش نہیں۔ اسلام کیا دنیا کے کسی نظریہ و دھرم میں اس کی ہرگز اجازت نہیں۔ ظاہر ہے کہ اس کا خاتمہ حکومت ہی کر سکتی ہے۔ لہٰذا قاضی یا عدالت کے پاس جیسے ہر مظلوم دادرسی کے لئے رجوع کر سکتا ہے، اسی طرح ایسی مظلومہ بھی عدالت کے ذریعہ اپنے اوپر ہونے والے ظلم کا خاتمہ کرواسکتی ہے چونکہ عدالتی فیصلہ حکومتی فیصلہ ہے۔ جس پر عملدرآمد کروانا حکومت کی ذمہ داری ہے۔

تنسیخ نکاح بوجہ عدم مردانگی

اسلامی مصادر میں خاوند کی عدمِ مردانگی کے لیے عنین کی اصطلاح استعمال ہوئی ہے، جس کا معنی زوجہ کی جنسی تسکین کی عدم قابلیت کے ملتے ہیں۔[33] اگر خاوند حق زوجیت ادا کرنے سے قاصر ہو؛ خواہ وہ ازدواج سے پہلے اس صورت حال سے دوچار ہو اور کسی کو معلوم نہ ہو، یا ازدواج کے بعد کسی بیماری، نحیفی یا ضعیفی وبڑھاپے کی وجہ سے ایسا ہوا ہو، اور بیوی بذریعہ عدالت اس سے آزادی کا مطالبہ کرے، تو حاکم اسے ایک سال کی مہلت دیگا۔ اگر سال میں قربت کے قابل ہو گیا تو نکاح برقرار رہے گا۔ ورنہ جج عورت کے مطالبہ پر تنسیخ نکاح کا فیصلہ صادر کر سکتا ہے۔ عورت کو بذریعہ عدالت تفریق کا حق حاصل ہے۔ ابن الہمام کے مطابق صحابہ کرام میں سے جناب عمر، جناب علی، اور جناب ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے اسی طرح ثابت ہے، نیز ائمہ اربعہ اور ان کے تلامذہ کا بھی یہی حکم ہے۔[34]

تنسیخ نکاح بوجہ جنون

اگر کسی شخص کو بعد از ازدواج اس قدر شدید جنون لاحق ہو گیا۔ اب اگر یہ جنون معمولی درجے کا جو بعض اوقات دورے کی صورت میں نسیان کا باعث ہوتا ہے، یا کسی درجے کا کومہ اور بے ہوشی جیسا ہو، تو ہرگز فسخ کے دعویٰ کا اختیار نہیں ہے۔ البتہ جنون اس قدر بڑھ جائے کہ اس کے ساتھ رہن سہن خارج از قدرت ہو، یا اس سے قتل یا اسی طرح کے دیگر اقدام کا اندیشہ ہو تو عورت کو تنسیخ کے لیے عدالت سے رجوع کا اختیار ہے۔ اگر جنون اس

درجے کا ہو کہ وہ حق زوجیت ادا کرنے سے قاصر ہو تو اس صورت میں وہ عنین کے حکم میں ہے۔[35]

تنسیخ نکاح بوجہ عدم نفقہ

زوجین میں سے نان نفقہ کا انتظام وانصرام زوج کی ذمہ داری ہے، اور اس ذمہ داری کی ادائیگی میں حارج زوج کو کتب فقہ میں متعنت کی اصطلاح سے بیان کیا گیا ہے۔ اور اس سے مراد ایسا شخص ہے جو قدرت رکھنے کے باوجود نان نفقہ ادا نہ کرتا ہو۔ احناف کے نزدیک تو ایسی عورت مرد کی طرف سے قرض لینے کی مختار ہے، مگر مالکیہ کے مطابق انتہائی مجبوری کی صورت میں تفریق کا حق مل سکتا ہے۔ انتہائی مجبوری کے دو صورتیں ہیں؛ ا۔ مرد و عورت کے اعزہ و اقارب میں سے کوئی بھی خاتون کے نان نفقہ کا انتظام نہ کرتا ہو اور نہ ہی عورت بذات خود عصمت کی حفاظت کرتے ہوئے آمدنی پر قدرت رکھتی ہو۔ ۲۔ دوسری صورت مجبوری کی یہ ہے کہ اگرچہ بسہولت یا بمشکل خرچ کا بندوبست ہو سکتا ہے، لیکن شوہر کی لاپرواہی کے نتیجے میں اس سے الگ تھلگ رہنے سے گناہ میں مبتلا ہونے کا قوی اندیشہ ہو۔ تو زوجہ کو اختیار مل جاتا ہے کہ وہ عدالت سے رجوع کرے۔ مشائخ احناف نے بھی اس بات کو روا رکھا ہے کہ جب خاوند خاوند موجود ہو اور نان نفقہ بھی نہ دیتا ہو اور اس سے بیوی کو تکلیف ہو رہی ہے۔ ظاہری بات ہے کہ ہمیشہ قرض لے کر ضرورت پوری نہیں کی جاسکتی۔ لہذا فالتفریق ضروری اذا طلبته۔[36] اور تھانوی صاحب نے اسی طرح نقل فرمایا ہے و اما المتعنت المتنع عن الانفاق ففی مجموع الامیر ما نصه ان منعہا نفقة الحال فلہا القیام فان لم یثبت عسره انفق او طلق و الا طلق علیه قال محشیه قوله والا طلق ای طلق علیه الحاکم من غیر تلوم إلی ان قال وان تطوع بالنفقة قریب او اجنبی فقال ابن القاسم لہا ان تفارق لان الفراق قد وجب لہا و قال ابن عبدالرحمن لا مقال لہا لان سبب الفراق ہو عدم النفقة قد انتفی وہو الذی تقضیه المدونه کما قال ابن المناصف۔[37] تو اس صورت میں بتوسط عدالت زوجہ کو فسخ کے دعوی کا اختیار مل جاتا ہے۔

تنسیخ نکاح بوجہ ظلم وزیادتی

اگر خاوند بیوی پر ظلم کرتا ہے اور طلاق دینے سے بھی انکار کرتا ہے، بھلائی سے آزاد نہیں کرتا، تو ایسا خاوند ظالم ہے۔ اور عورت کو اختیار ہے کہ وہ دادرسی کے لیے حاکم وقت یا عدالت سے رجوع کرے، جو کہ اس کا نائب بن کر تمام تر معاملات اچھی طرح تحقیق کرے اور ظلم ثابت ہو جانے کی صرت میں تفریق کرے۔ یہ تفریق طلاق بائن ہو گی۔ اور خاوند پر مکمل حق مہر بھی لازم ہو گا۔

خاوند کالاپتہ ہو جانا

جس عورت کا خاوند چار سال تک مفقود الخبر رہے اور اس کے زندہ یا مردہ ہونے کا کوئی پتہ نہ ہو، حنفیہ کے نزدیک جب تک کوئی تحقیقی خبر نہ آئے تب تک ایسے شخص کو زندہ ہی شمار کیا جائے گا۔ ایسی عورت امام مالکؒ کے مسلک کے مطابق چار سال تک انتظار کرے۔ اس کے بعد بھی اگر کوئی اطلاع نہ ملے اور رابطہ بھی قائم نہ ہو سکے تو وہ عدالت کے ذریعہ تنسیخ کروائے اور موت کی عدت چار ماہ دس دن گزارے پھر وہ آزاد ہے جہاں چاہے شرعی نکاح کر سکتی ہے۔ احناف کے نزدیک بوقت ضرورت اس امام مالک کے قول پر فتویٰ دینے میں حرج نہیں۔ فتاویٰ بزازیہ میں ہے: الفتوی فی زماننا علی قول مالک۔[38] ہمارے زمانہ میں فتوی امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر ہے۔ لیکن اس صورت میں ایک مشکل پیدا ہو سکتی ہے کہ جب امام مالکؒ کے قول کے مطابق خاوند کے چار سال تک لاپتہ رہنے پر فسخ نکاح کر دیا گیا، مگر دوسری جگہ نکاح کے بعد پہلا زوج آگیا تو علامہ شامی فرماتے ہیں:

اذا أقامت بینة علی ذلک وطلبت فسخ النکاح من قاض یراه ففسخ نفذ وہو قضاء علی الغائب وفی نفاذ القضاء علی الغائب روایتان عندنا فعلی القول بنفاذه یسوغ للحنفی ان یزوجہا من الغیر بعد العدة وإذا حضر الزوج الاول وبرہن علی خلاف ماادعت من ترکہابلانفقه لا تقبل بینته لان البینة الاولی ترجحت بالقضاء فلا تبطل بالثانیة۔[39]

جب عورت نے خاوند کے غائب ہونے پر ثبوت (گواہ) پیش کر دیا اور اس قاضی سے نکاح فسخ کرنے کا مطالبہ کیا جس کی رائے میں فسخ کی وجہ معقول تھی۔ پھر اس قاضی نے نکاح فسخ کر دیا تو یہ فیصلہ نافذ ہو جائے گا۔ یہ غائب کے خلاف فیصلہ ہے اور غیر حاضر شخص پر فیصلہ نافذ ہونے میں ہمارے نزدیک دو قول ہیں۔ تو جس قول میں فیصلہ نافذ ہونے کی تصریح ہے حنفی مذہب کے پیروکار کے لئے گنجائش ہے کہ عدت گزرنے کے بعد اس عورت کا کسی اور سے نکاح کر دے اور اگر پہلا خاوند حاضر ہو گیا اور اس نے عورت کے اس دعویٰ کے خلاف ثبوت پیش کر دیا کہ خاوند نے (مفقود ہونے کی وجہ سے) اسے بغیر خرچہ کے چھوڑے رکھا تو پہلے خاوند کا ثبوت تسلیم نہیں کیا جائے گا۔ پہلے ثبوت کو عدالتی فیصلہ نے ترجیح دے دی ہے۔ لہٰذا دوسرے ثبوت سے وہ باطل نہ ہو گا۔

پاکستان میں خلع و فسخ کے رائج قوانین

پاکستان میں خلع و فسخ سے متعلق کوئی باقاعدہ قانون نہیں ہے۔ ہاں البتہ برٹش حکومت کے دور کا مسلم تنسیخ نکاح ایکٹ 1939 میں جنرل ایوب کے دور میں ترامیم، خواتین کو مزید فراہم کرنے اور نکاح، طلاق، خلاق اور خلع و فسخ کے معاملات کو قانونی دھارے میں لانے کے لیے مسلم عائلی قوانین 1961 نافذ العمل ہے۔ خلع و فسخ کے دعاوی کو دفعہ 8 مسلم فیملی لاز آرڈیننس 1961 کے تحت سماعت کیا جاتا ہے۔ پاکستان کی عدالتوں نے تنسیخ کی تعبیر و تشریح سے متعلق نہایت اہم فیصلہ جات دیئے ہیں جو تنسیخ کے معاملے میں گائیڈ لائن کے طور پر استعمال ہوتے ہیں۔ ہائی کورٹ ملتان بینچ نے ایک حالیہ فیصلہ میں قرار دیا ہے کہ محض تنسیخ ڈگری کی صورت میں طلاق نا ہو گی، جب تک سرٹیفیکیٹ نا ہو۔ اس کیس میں خاتون نے یکطرفہ تنسیخ ڈگری کے بعد شادی کر لی تھی۔ جس پر ایف آئی آر درج ہوئی اور ہائی کورٹ نے طلاق سرٹیفیکیٹ نا ہونے کی بنا پر دوسرے نکاح کو غلط قرار دیا اور اس کے شوہر کی ضمانت خارج کر دی۔ ایک مقدمہ عمر بی بی بنام مہر دین میں فاضل جج صاحبان نے یہ بھی قرار دیا کہ ناپسندیدگی یا نفرت کی بناء پر عدالتیں نکاح کو فسخ نہیں کر سکتیں۔ اس مقدمہ میں عدالت ابتدائی کی طرف سے اس بناء پر کہ عورت اپنے شوہر سے اس درجہ متنفر ہے کہ اسکا اپنے شوہر کے ساتھ کسی طور پر بھی سکون اور آرام کے ساتھ رہنا ممکن نہ تھا تنسیخ نکاح کا حکم جاری کر دیا گیا۔[40] دفعہ 7 مسلم فیملی لاز آرڈیننس 1961 کے تحت اگر کوئی شخص بیوی کو طلاق دیگا تو وہ اس کا نوٹس متعلقہ یونین کونسل کو دیگا جو 30 دن میں مصالحتی کونسل تشکیل دیگی۔ جو دونوں کے درمیان راضی نامہ کی کوشش کرے گی۔ ناکامی کی صورت میں 90 دن کے بعد طلاق موثر سرٹیفیکیٹ جاری کیا جائے گا۔ جبکہ ویسٹ پاکستان فیملی کورٹس ایکٹ 1964 کی دفع 21 (b) تنسیخ کو ڈگری کی صورت میں فیملی کورٹ ڈگری کی اطلاع یونین کونسل کو دیگی۔ جو 90 دن بعد طلاق موثر سرٹیفیکیٹ جاری کریگی۔

بذریعہ عدالت تنسیخ نکاح کی صورتیں

عدالت کے توسط سے ہونے والے تنسیخ نکاح کے میں قدرے تفصیل ہے۔ فیملی کورٹ کا فیصلہ اگر شرعی قواعد کے مطابق ہو تو وہ فیصلہ شرعاً بھی نافذ ہو گا۔ اور اگر مقدمے کی سماعت میں یا فیصلے میں شرعی قواعد کو ملحوظ نہیں رکھا گیا تو شرعی نقطہء نظر سے وہ فیصلہ کالعدم ہے، شرعاً نکاح فسخ نہیں ہو گا، اور عورت کو نکاحِ ثانی کی اجازت نہ ہو گی۔ شرعی قواعد کے مطابق فیصلے کی صورت یہ ہے کہ عورت کی شکایت پر عدالت، شوہر کو طلب کرے اور اس سے عورت کے الزامات کا جواب طلب کرے، اگر شوہر ان الزامات سے انکار کرے تو عورت سے گواہ طلب کئے جائیں یا اگر عورت گواہ پیش نہیں کر سکتی تو شوہر سے حلف لیا جائے، اگر شوہر حلفیہ طور پر اس کے دعویٰ کو غلط قرار دے تو عورت کا دعویٰ خارج کر دیا جائے گا، اور اگر عورت گواہ پیش کر دے تو عدالت شوہر کو بیوی کے حقوقِ شرعیہ ادا کرنے کی تاکید کرے۔ اور اگر عدالت اس نتیجے پر پہنچتی ہے کہ ان دونوں کا یکجا رہنا ممکن نہیں تو شوہر کو طلاق دینے کا حکم دیا جائے، اور اگر وہ طلاق دینے پر بھی آمادہ نہ ہو تو عدالت از خود فسخِ نکاح کا فیصلہ کر سکتی ہے۔ اسی کے ساتھ یہ بھی شرط ہے کہ فیصلہ کرنے والا جج مسلمان ہو، ورنہ اگر جج غیر مسلم ہو تو اس کا فیصلہ شرعی طور پر نافذ نہیں ہو گا۔[41] اس حوالے سے ایک عدالتی کاروائی جو کہ فیملی کورٹ کوٹ ادو کے جج اظہر علی ہیرل کی عدالت میں اور جج صاحب نے فیصلہ دیا۔ کیس کا حاصل یہ ہے کہ مدعیہ بیوی نے مدعی علیہ شوہر پر کچھ الزامات لگائے ہیں، جن میں شوہر کا گھر سے نکال دینا، نان و

نفقہ نہ دینا، نشہ کرنا اور بدکار عورتوں سے میل جول رکھنا وغیرہ شامل ہیں، اور مدعیہ کا کہنا تھا کہ وہ اس کے ساتھ رہنے کے بجائے مرنے کو ترجیح دیگی، لہٰذا عدالت اس کے حق میں تنسیخ نکاح بربنائے خلع کی ڈگری جاری کرے۔ اس کے بعد عدالت نے شوہر کو بلانے کیلئے سمن جاری کئے اور اخبار میں اشتہار دیا لیکن شوہر نے عدالت میں حاضر ہو کر اپنا دفاع نہیں کیا چنانچہ اسکے بعد عدالت نے بیوی کے دعوی کو بنیاد بنا کر دونوں کا نکاح ختم کر دیا۔[42]

صورتِ مذکورہ کے بارے میں جامعہ مظاہر العلوم کے دارالافتاء سے رجوع کیا گیا تو حسبِ ذیل جواب دیا گیا: سوال میں ذکر کردہ تفصیل کے مطابق اگر واقعۃً شوہر کو اطلاع ہوئی تھی اور اسے عدالت میں حاضر ہو کر جواب دینے کا موقع دیا گیا، لیکن اس کے باوجود وہ حاضر عدالت نہیں ہوا اور نہ ہی اپنا دفاع کیا تو اس سے عدالت کے سامنے شوہر کا تعنت ثابت ہو گیا، اسی طرح یہ اس کی طرف سے قسم سے انکار بھی ہے، لہٰذا اب یہ سمجھا جائیگا کہ صورت مسؤلہ میں نان ونفقہ نہ دینے کی وجہ سے مدعی علیہ شوہر متعنت ہے، گویا مدعیہ کے پاس شرعی گواہ نہیں، ایسی صورت میں مدعی علیہ پر قسم ہوتی ہے، چنانچہ مدعی علیہ شوہر کو قسم کیلئے بلایا گیا لیکن وہ حاضر عدالت نہیں ہوا، اس کے بعد عدالت نے مدعیہ کے حلفیہ بیان کی روشنی میں نان ونفقہ نہ دینے اور دیگر اسباب کی بنیاد پر نکاح فسخ کر دیا ہے جو شرعا درست ہے۔ اور مدعیہ بیوی نکاح سے ایک طلاق بائن کے ساتھ خارج سمجھی جائیگی۔[43]

یہاں یہ بات قابل غور ہے کہ بتوسط عدالت فسخ نکاح کی صورت میں تفریق طلاق بائنہ کے حکم میں ہو گی، جیسا کہ فقہ کی مشہور کتاب بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع میں ہے: وہذه الفرقة تطليقة بائنة؛ لان الغرض من ہذا التفريق تخليصها من زوج لايتوقع منه إيفاء حقها دفعا للظلم والضرر عنها، وذا لا يحصل إلا بالبائن؛ لانه لو كان رجعيا يراجعها الزوج من غير رضاها، فيحتاج إلى التفريق ثانيا وثالثا، فلا يفيد التفريق فائدته۔[44] یہ تفریق بائن اس لیے شمار ہو گی کہ اس سے مقصود ایسے خاوند سے چھٹکارا پانا ہے جس سے عورت کے حقوق کی ادائیگی کی توقع نہیں جاسکتی، نیز ظلم اور ایذاوتکلیف کا خاتمہ مقصد ہے۔ تاہم یہ مقصود صرف طلاق بائن کی صورت میں ہی حاصل ہو سکتا ہے، ورنہ طلاق رجعی ہونے کی صورت میں مرد اس خاتون کی مرضی کے بغیر پھر سے رجوع کر لے گا، پھر سے عدالت جانا پڑیگا، اور دوسری اور پھر تیسری بار فیصلے کی ضرورت پڑیگی، جو پہلی ساری کاروائی کالاحاصل کر دیگی۔

خلاصہ بحث

نکاح اسلامی نکتہ نظر سے ایک انسانی ضرورت کی حیثیت رکھتا ہے۔ رشتہ ازدواج کے وجود میں آنے کے بعد زوجین کو کئی ایک ذمہ داریاں تفویض ہوئی ہیں، جنکی ادائیگی میں تساہل ہی عام طور باعث نزاع بنتا ہے۔ خاوند کو طلاق اور دیگر محکمانہ حیثیتیں عطاء ہوئی ہیں تاکہ وہ اس رشتے کو بہتر طور پر نبھانے میں بااختیار رہے، اور انہی کے توسط سے وہ اپنے حقوق بسہولت حاصل کر تاہے۔ دوسری جانب اگر مرد زوجہ کو حقوق زوجیت سے محروم کرے، نان نفقہ نہ دے، یا کسی دیگر طریق سے ظلم کا باعث بنے، اور حتی الامکان مساعی کے باوجود مصالحت کی کوئی صورت پیدا نہ ہو سکے اور مرد طلاق بھی نہ دے، تو عورت مرد سے حق مہر کی صورت میں جو مال لے چکی ہے سارے یا کچھ حصے کے بدلے خلع کر سکتی ہے۔ اگر خاوند خلع کے لیے تیار نہ ہو۔ امساک بمعروف او تسریح باحسان پر بھی عمل پیرا نہ ہو، تو بیوی پر ظلم ہوا، اسلام نہ کسی کو ظالم بننے کی اجازت دیتا ہے اور نہ مظلوم بنے رہنے کی۔ تو عورت کو اختیار ہے کہ وہ عدالت کے توسط سے تنسیخ نکاح کا مطالبہ کرے۔ عدالت کا یہ کام ہے کہ جو عورت دادرسی کے لئے اس کی طرف رجوع کرے، یہ تمام حالات وکوائف کی چھان پھٹک کرے، منصفانہ وغیر جانبدارانہ تحقیقات سے خاوند کا ظلم ثابت ہو، یا وہ بیوی کے حقوق پورے نہ کرے یا نہ کر سکے اور قاضی عادل کو اطمینان ہو کہ خاوند، بیوی کے حقوق پامال کر رہا ہے، عدالت اپنا اختیار استعمال کرے اور میاں بیوی میں تنسیخ نکاح کر دے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 international license.

حواشی وحوالہ جات

[1] محمد بن اسماعیل بخاری، **الجامع الصحیح**، دار طوق النجاة، الطبعة الأولی، 1422ھ، کتاب النکاح، باب الترغیب فی النکاح، رقم الحدیث: 5063

Muhammad ibn Ismā'īl al-Bukhārī, **al-Jām'i al-Sahīh**, Dār Tūq al-Najāh, Beirut, 1st ed., 1422AH, Kitāb al-Nikāh, Hadīth No.: 5063

[2] محمد ناصر الدین ألبانی، **صحیح الترغیب والترهیب**، مکتبة المعارف، ریاض، 2000، رقم الحدیث: 1916 وقال حسن لغیره۔

Muhammad Nasir-ul-Dīn Albānī, **Sahīh al-Targhīb wa al-Tarhīb**, Maktabah al-M'ārif, Hadīth No. 1916

[3] **القرآن**، 13: 38

Al Qur'ān 13: 38

[4] أبوعیسیٰ محمد بن عیسی الترمذی، **السنن**، مکتبة مصطفی البابي الحلبي، مصر، الطبعة الثانیة، 1975، رقم الحدیث: 1080

Abu 'Isa Muhammad bin 'Isa al-Tirmizi, **al-Sunan**, Maktab Mustafā al-bābi al-Halabi, Egypt, 2nd Ed., 1975, Hadīth No. 1080

[5] **القرآن** 4: 34

Al Qur'ān 4: 34

[6] ایضا 4: 19

Ibid 4: 19

[7] ایضا 2: 228

Ibid 2: 228

[8] ابن حبان، **الصحیح**، مؤسسة الرسالة، بیروت، 1988، کتاب النکاح، باب معاشرة الزوجین، حدیث رقم: 4163

Ibn Hibbān, **al-Sahīh**, Muassisah al-Risālah, Berut, 1988, Kitāb al-Nikāh, Bāb M'āshirah al-Zawjain, Hadīth No.: 4163

[9] القرآن 33: 33

Al Qur'ān 33: 33

[10] البخاری، **الجامع الصحیح**، کتاب النکاح، حدیث رقم: 5195

Al-Bukhārī, **al-Jām'i al-Sahīh**, Kitāb al-Nikāh, Hadīth No. 5195

[11] أیضاً، حدیث رقم: 5245

Ibid, Hadīth No. 5245

[12] أیضاً، کتاب بدء الخلق، حدیث رقم: 3237

Ibid, Kitāb Bada al-Khalq, Hadīth No. 3237

[13] أیضاً، کتاب الکسوف، حدیث رقم: 1004

Ibid, Kitab al-Kusūf, Hadīth No. 1004

[14] **القرآن** 4: 34؛ البخاری، **الجامع الصحیح**، کتاب الجمعة، حدیث رقم: 853

Al Qur'ān 4: 34; al-Bukhārī, **al-Jām'i al-Sahīh**, Kitāb al-Jum'ah, Hadīth No. 853

[15] **القرآن** 4: 4، 24، 27

Al Qur'ān 4: 4, 24, 27

[16] أيضاً 2: 228

Ibid 2: 228

[17] أيضاً 65: 6

Ibid 65: 6

[18] أيضاً 2: 233؛ 65: 7؛ مسلم بن حجاج القشيرى، **الجامع الصحيح**، كتاب الحج، حديث رقم: 1218

Ibid 2: 233; 65: 7; Muslim bin Hajjāj al-Qusherī, **al-Jām'i al-Ssahīh**, Kitāb al-Hajj, Hadīth No.: 1218

[19] **القرآن** 66: 6

Al Qur'ān 66: 6

[20] مسلم، **الجامع الصحيح**، كتاب الرضاع، حديث رقم: 1469

Muslim, **al-Jām'i al-Sahīh**, Kitāb al-Rzā'a, Hadīth No.: 1469

[21] البخارى، **الجامع الصحيح**، كتاب الجمعة، حديث رقم: 853

Al-Bukhārī, **al-Jām'i al-Sahīh**, Kitāb al-Jum'ah, Hadīth No. 853

[22] أيضاً، كتاب الصوم، حديث رقم: 1874

Ibid, Kitāb al-Sawm, Hadīth No. 1874

23 **القرآن** 2: 187

Al Qur'ān 2: 187

[24] أيضاً 30: 21

Ibid 30: 21

[25] أبو داود سليمان بن الأشعث، السنن، المكتبة العصرية، بيروت، كتاب الطلاق، باب فى كراهية الطلاق، حديث رقم: 2175

Abu Dawūd Sulaymān bin al-'Asha'th, **Al-Sunnan**, al-Maktaba al-Misria, Beirut, Kitāb al-Talaq, Bāb fī Karāhiah al-Talāq, Hadīth No.: 2175

26 أيضاً، حديث رقم: 2178

Ibid, Hadīth No.: 2178

27 **القرآن** 4: 35

Al Qur'ān 4: 35

28 أيضاً

Ibid

29 شرعی طور پر عورت کے حیض میں طلاق، اکٹھی دو طلاق یا اکٹھی تین طلاق دینا تمام مسلم مسالک اور مکاتب فقہ کے نزدیک پسندیدہ فعل نہیں ہے۔ کیونکہ ان صورتوں میں پھر سے تعلق کو نبھانے کا داعیہ پیدا ہو جانے کی صورت میں واپسی کا راستہ ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہو جاتا ہے۔

According to the Shari'ah, divorce during a woman's menstrual period, two or three divorces together is not a preferred practice in all Muslim sects and schools of jurisprudence. Because in these cases, the way back is difficult if not impossible on the intention to re-establish the relationship.

[30] فقہاء، فتاویٰ عالمگیری، مترجم: امیر علی، مکتبہ رحمانیہ، لاہور، 1/ 286

Fuqhā, **Fatāwā 'Alamgīrī**, translator: Amīr 'Alī, Maktabah Rahmaniah, Lahore, 1/286

31 علاؤالدين أبوبكر الكاسانى، **بدائع الصنائع فى ترتيب الشرائع**، دارالكتب العلمية، بيروت، الطبعة الثانية، 1986، 3/ 151

'Allauddīn Abu Bakr Al-Kāsānī, **Badāi'i al-Sanāi'i fī Tartīb al-Shra'ie**, Dār Al-Kotub al-ilmiah, Beirut, 2nd Ed., 1986, V. 3, P. 151

32 Ibid

33 **فتاویٰ عالمگیری**، 155/2

Fatāwā 'Alamgīrī, 2/155

34 أيضاً، 524/1

Ibid, 1/524

35 اشرف علی تھانوی، **الحيلة الناجزة**، مکتبه رضی، دیوبند، 2005، ص 92-105

Ashraf 'Alī Thānwī, **al-Hilah al-Najzah**, Maktabah Radhi, Deoband, 2005, P. 92-105

36 محمد أمين ابن عابدين شامی، ردالمختار على الدرر المختار، دار الكب العلمية، بيروت، 590/3

Muhammad AmIbn 'Abidin Shāmi, **Rad al-Mukhtār** 'ala al-Durr al-Mukhtār, Dār Al-Kotub al-ilmiah, Beirut, 3/590

37 تهانوی، **الحيلة الناجزة**، 133

Thānwī, **al-Hilah al-Najzah**, P. 133

38 كمال الدين محمد ابن ہمام، فتح القدير ، 371/5

Kamāl al-Dīn Ibn Hammām, **Fath al-Qadir**, 5/371

39 شامی، **ردالمختار**، 591/3

Shāmī, **Rad al-Mukhtār**, 3/591

40 Air 1945 Lah 51

41 محمد یوسف لدھیانوی، **آپ کے مسائل اور ان کا حل**، مکتبہ لدھیانوی، کراچی، 1989، ص82-675

Muhammad Yousuf Ludhyānwī, **Āp ky Masāil aur Unka Hal**, Maktabah Ludhyanwi, Karachi, 1989, PP. 675-82

42 Suit for Dissolution of Marriage, **Mst Shakeela Bibi Vs Ghulam Ali**, Family Suit No. 164-FC

43مفتی محمد عاصم، **مس شکیلہ بی بی بر خلاف غلام علی**، دارالافتاء جامعہ مظاہر العلوم، کوٹ ادو، فتوی نمبر: 5/ 81

Muftī Muhammad 'Āsim, **Mst Shakeela Bībī Vs Ghulam Alī**, Dar al-Ifta Jam'ah Mazahir al-'Ulūm, Kot Addū, Fatwa No. 5/81

44 الكاسانی، **بدائع الصنائع**، 326/2

Al-Kāsānī, **Badāi'i al-Sanāi'i**, 2/326